

HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

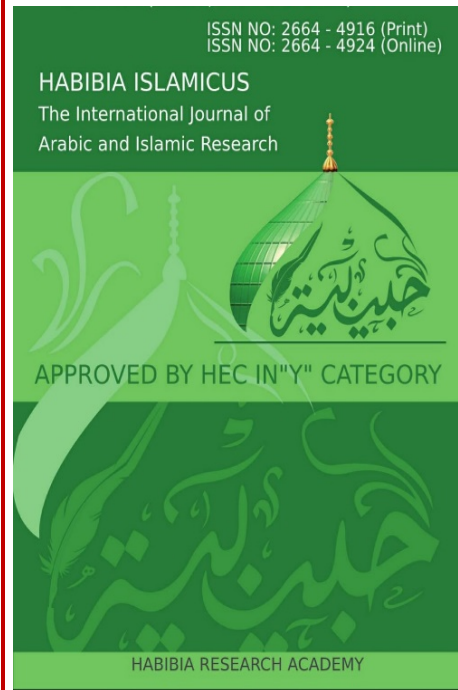
Approved by HEC in Y Category

Indexed: IRI (AIU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

**CONTROLLING EPIDEMIC DISASTERS AND SUFFERINGS IN MODERN TIMES
IN THE LIGHT OF THE TEACHINGS OF THE PROPHET**

عصر حاضر میں وبائی آفات و بلیات کا تدارک (تعلیمات نبوی کی روشنی میں)

AUTHORS:

1. Syed Mehmood Ahmad Hasnain, Assistant Professor, University of Education Lahore. Email: saghajee@yahoo.com
2. Dr Hafiz Abdul Majeed, HOD, Department of Islamic Studies & Arabic, Gomal University D.I.Khan. Email: drhafizabdulmajeed@gmail.com
3. Dr. Sofia mehboob, Assistant Professor, Gift University Gujranwala. Email: sofia.mehboob@gift.edu.pk

HOW TO CITE: Syed, Mehmood Ahmad Hasnain, Hafiz Abdul Majeed, and Sofia Mehboob. 2022. "U-5 CONTROLLING EPIDEMIC DISASTERS AND SUFFERINGS IN MODERN TIMES IN THE LIGHT OF THE TEACHINGS OF THE PROPHET: عصر حاضر میں وبائی آفات و بلیات کا تدارک (تعلیمات نبوی کی روشنی میں)". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 6 (1):51-70. <https://doi.org/10.47720/hi.2022.0601u05>.
URL: <https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/269>

Vol. 6, No.1 || January–March 2022 || P. 51-70

Published online: 2022-03-30

QR. Code



CONTROLLING EPIDEMIC DISASTERS AND SUFFERINGS IN MODERN TIMES IN THE LIGHT OF THE TEACHINGS OF THE PROPHET

عصر حاضر میں وبائی آفات و بلیات کا تدارک (تعلیمات نبوی کی روشنی میں)

Syed Mehmood Ahmad Hasnain,

Hafiz Abdul Majeed, Sofia Mehboob

ABSTRACT:

It is a fact that Islam has provided the best guidance in all fields of life on the basis of being a universal code of conduct. Following the rules and instructions given by the Holy Prophet (saws) through his eternal teachings, humanity can be saved from all kinds of calamities and sufferings. In ancient times, when science and medicine did not exist, an epidemic meant the death of millions, not thousands. Sometimes the plague became a leprous torment and caused the destruction of humanity, sometime millions of people lost their lives in storms and floods. In modern times, corona has become an epidemic and paralyzed the life of the world. Religious gatherings were banned to prevent the spread of the epidemic virus as far as shariah rules and prohibitions on worship were also banned in different ways. Millions of people, including Pakistan, have been among the victims of this epidemic in the world and thousands died in the outbreak. It is the responsibility of the scholars to guide and prevent any infectious disease and calamity especially in the light of the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him). If we look at the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him), the causes of these calamities and sufferings are the committing of evils and sins in society. Throughout history, disobedient nations have been subjected to such torments and epidemics that have killed millions of people. The teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) generally mention with great clarity the angles and all such characters that could be the source of such epidemics. This article will present a research review in the light of the teachings of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) regarding these restrictions.

KEYWORDS: Epidemic, Disasters, Storms and Floods, Corona, Restrictions.

یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ اسلام نے ہمہ گیر ضابطہ حیات ہونے کی بناء پر جملہ شعبہ ہائے حیات میں بہترین رہنمائی فراہم کی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ابدی تعلیمات کے ذریعہ جو ملی ہدایات عطا فرمائی ہیں ان پر عمل کرنے سے انسانیت ہر قسم کی آفات و بلیات سے نجات پاسکتی ہے۔ زمانہ قدیم میں جب سائنس اور طب کا وجود نہیں تھا، کسی وبائی مرض کا واضح مطلب ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں انسانوں کی یقینی موت ہوتا تھا۔ کبھی 'طاعون' اور کبھی 'کوڑھ'، قہر و عذاب بن کر انسانیت کی تباہی کا سبب بناتو کبھی طوفان و باد و باران کے نتیجے میں سیلاب نے ہزار ہا لوگوں کو لقمہ اجل بنا لیا۔ اس زمانے میں وبائی آفات و بلیات کی صورت میں لوگ سسک سسک کر موت کے منہ میں چلے جاتے تھے۔ عصر حاضر میں کروڑوں وبائی صورت اختیار کر کے نظام زندگی مفلوج کر دیا ہے۔ اس وبائی وائرس کے پھیلاؤ کے تدارک کی غرض سے دینی و مذہبی اجتماعات پر پابندی لگائی گئی۔ شرعی احکام و عبادات کی ادائیگی کے حوالے سے بہت سی پابندیاں لگائی گئیں۔

کسی وبائی مرض و آفت کے بارے میں آگاہی اور احتیاطی تدابیر کے اظہار و بیان اور مناسب و درست رہنمائی اہل علم حضرات کی ذمہ داری تو ہے ہی لیکن ضرورت اس امر کی ہے کہ اس وباء و آفت کے منفی اثرات اور اس سے بچاؤ کی حفاظتی تدابیر تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں بیان کی جائیں۔ لہذا وبائی مرض کے ڈراؤنے پہلو کو مزید ڈراؤنا بنانے کی بجائے تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق احتیاطی تدابیر

کے ساتھ ساتھ قضاء و قدر، تسلیٰ اور دلا سے کے شرعی پہلو کو بھی ضرور بیان کی جائیں تاکہ عام لوگوں کو ان پر عمل پیرا ہونے ان کی تدارک میں سہولت ملے۔ زیر بحث آرٹیکل میں اسی بندش و پابندی کے بارے میں تعلیمات نبوی کی روشنی میں تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

حال ہی میں عالمی سطح پر کورونا وائرس کی تباہی و ہلاکت خیزی کروڑوں لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ پاکستان میں بھی اس وائرس سے لاکھوں کی تعداد میں لوگ متاثرین میں شامل ہیں جبکہ ہزاروں لوگ اس وباء کی وجہ سے موت کے منہ میں جا چکے ہیں۔

1۔ احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا شرعی حکم

اسلامی تعلیمات کے مطابق بلاشبہ تمام بیماریاں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہیں۔ دنیا میں ہونے والا ہر امر اللہ تعالیٰ کی منشا اور حکم کے تابع ہے۔ حکم خداوندی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں بل سکتا۔ مرض سے شفا دینے والی ذات اللہ ہی کی ہے جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے: ”جب میں بیمار ہو جاتا ہوں تو اللہ ہی شفا دیتا ہے۔“^(۱) شریعت نے احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا حکم دیا ہے اور ان احتیاطی تدابیر پر جس حد تک عمل ممکن ہو، کرنا تعلیمات نبوی ﷺ کے عین مطابق ہے۔ آپ ﷺ نے وبائی امراض سے آفت زدہ علاقے سے نکلنے اور وبائی امراض زدہ علاقوں میں جانے سے منع فرمایا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہے: «إِذَا سَمِعْتُمْ بِالطَّاعُونَ بِأَرْضٍ فَلَا تَدْخُلُوهَا. وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا مِنْهَا»^(۲)۔ ”اگر تم سنو کہ (کسی ملک، کسی شہر، کسی سرزمین میں طاعون کی وباء پھیل گئی ہے تو (اس ملک، خطے اور) اس علاقے میں ہرگز داخل نہ ہو۔ لیکن اگر کسی ایسے علاقے، شہر، ملک میں یہ وباء پھیل جائے کہ جہاں آپ پہلے سے موجود ہوں تو پھر وہاں سے باہر نہ جائیں۔“ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وبائی امراض کے علاقے میں جانا گویا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ اسی وجہ سے وبائی امراض زدہ علاقوں میں جانے سے منع کیا گیا۔ تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق وبا کے باعث احتیاطی تدابیر اختیار کرنا شریعت کے مزاج کے عین مطابق ہے۔

2۔ اسلامی نقطہ نظر سے آفات و بلیات کی حیثیت

اسلامی نقطہ نظر سے قدرتی آفات اور وباؤں کا نزول کبھی تو بعض پوشیدہ حکمتوں کی بنا پر ہوتا ہے اور کبھی مختلف قوموں اور لوگوں کو سزا دینے کے لیے ان کا نزول اور ورود ہوتا ہے۔ آفت و بلاء کا معنی و مفہوم درج ذیل ہے۔

1۔ آفت کا معنی

لغت میں لفظ آفت کا معنی اس طرح بیان کیا گیا ہے: الآفة العاهة۔^(۳) ”آفت سے مراد تباہی ہے۔

جبکہ لفظ ”عاهة“ کا مفہوم ابن منظور یوں بیان کرتے ہیں: البلايا و الآفات ای فساد یصیب الزرع و نحوہ من حراً و

(۴) "عاهۃ" سے مراد آفات و بلیات ہیں یعنی وہ خرابی جو کھیتی و غیرہ کو گرمی یا پیاس کی وجہ سے پہنچتی ہے۔
یعنی وہ چیز جو نفع رسانی کی کیفیت کو زائل کر کے نقصان و ضرر کا باعث ہے۔ اسے آفت کہتے ہیں۔
صاحب مختار الصحاح آفت کا مفہوم یوں بیان کرتے ہیں: أَوْفُ الْآفِ الْعَاهَةُ وَقَدْ أَيْفَ الزَّرْعُ عَلَى مَالٍ يَسْمُ فَاعِلُهُ
أَيِ إصَابَةِ آفَةٍ فَهُوَ مُؤَوَّفٌ۔^(۵) "اُوف سے آفت کا لفظ ہے اس سے مراد تباہی و نقصان، (کہا جاتا ہے) کھیتی آفت زدہ ہوگئی (بصیغہ مجہول) یعنی اسے آفت پہنچی پس وہ آفت زدہ ہوگئی۔"

2۔ بلاء کا معنی

البلاء: الاحتمار یكون بالخیر والشر۔^(۶) "بلاء سے مراد آزمائش اور امتحان چاہے وہ بذریعہ خیر ہو یا بذریعہ شر۔"

3۔ آفات و بلیات کی اقسام

آفات کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہو سکتی ہیں:

1۔ ظاہری آفات

وہ آفات جن کے اثرات ظاہر ہوں ہر کوئی انہیں دیکھ سکے اور محسوس کر سکے جیسے سردی، گرمی، جنگ و جدال، جسمانی امراض، زلہ، طوفان اور سیلاب وغیرہ۔ علامہ آلوسی رقم طراز ہیں۔ وقد يعرض من الآفات مثل البرد المجهد الحرب المذوب وانواع المسموم وانواع تفرق الاتصال و سوء المزاج ما يفسد البدن۔^(۷) "اور آفات پیش آتی رہتی ہیں۔ جیسے شدید سردی، مسلسل جنگ، تباہی کی مختلف اقسام، اتصال کو ختم کرنے والی اقسام اور وہ خراب مزاج جو جسم کو فساد انگیز کر دیتا ہے۔"

2۔ باطنی آفات

وہ آفات جن کے اثرات غیر مرئی ہوں یعنی وہ انسان کے باطنی احوال، افکار و نظریات اور سیرت و اخلاق کو متاثر کریں جیسا کہ آفات باطنہ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ قدرتی آفات میں سے 1۔ زلزلہ، 2۔ قحط، 3۔ سیلاب اور 4۔ وبائی امراض زیادہ مشہور ہیں

4۔ قدرتی آفات و بلیات کے بارے اسلامی نقطہ نظر

قدرتی آفات و بلیات بعض لوگوں کے لئے تو باعث عبرت اور کسی کے لئے باعث برکت و نصیحت بھی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس وضع کردہ نظام زندگی میں مصائب و آلام اور آفات کے ذریعے ابتلاء و آزمائش کو ایک لازمی حیثیت حاصل ہے اس لئے الوہی نظام کے تحت

اس کا ایک تسلسل جاری رہتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَتَجْلُوَنَكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝﴾^(۸) "اور ہم ضرور بالضرور تمہیں آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے، اور (اے حبیب!) آپ (ان) صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنادیں۔"

اس آیت کی تفسیر میں ابن کثیر رقمطراز ہیں کہ لازمی طور پر مومن کی آزمائش کی جاتی ہے اس کے مال، اس کی جان، اس کی اولاد یا اس کے اہل خانہ کے حوالے سے اور یہ آزمائش اس کے دینی مرتبے کے مطابق کی جاتی ہے پس اگر اس کے دین میں قوت و مضبوطی پائی جائے تو اس کی آزمائش میں بھی اضافہ کر دیا جاتا ہے۔^(۹) یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ قحط، زلزلہ، سیلاب اور طوفان وغیرہ کی صورت میں نیکو کاروں کو مبتلا کیا جانا باعث عبرت و نصیحت ہے۔ قرآن مجید میں اہل ایمان کے لئے قدرتی آفات کی ایک حیثیت موعظہ اور نصیحت بیان کی گئی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿إِنَّ فِي ذَلِكَ لَعِبْرَةً لِّأُولِي الْأَبْصَارِ﴾^(۱۰) "بے شک اس میں دیکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔" اسی طرح ایک مقام پر قدرتی آفات کو اہل ایمان کے لئے ابتلاء و آزمائش ہونا بتایا گیا ہے۔ اہل ایمان میں سے فاسقین و مکذبین کے لئے قدرتی آفات اور بلاؤں کو عذابِ ادنیٰ قرار دی گیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝﴾^(۱۱) "ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹے عذاب کا مزہ ضرور چکھائیں گے تاکہ وہ پلٹ آئیں۔" اس آیت مبارکہ میں مذکور "عذابِ ادنیٰ" سے متعلق طبری نے مع دلائل چھ اقوال نقل کئے ہیں ان میں سے عذابِ ادنیٰ کو جان و مال کے حوالے سے مصائبِ دنیا، قحط والے سال اور عذابِ دنیا قرار دینے والے اقوال بھی ہیں۔^(۱۲)

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زلزلہ سے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا (یہ زلزلہ کیا) ان کے لئے سزا ہے؟ تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: رحمة و بركة و موعظة للمؤمنين ونكال و سخطه و عذابا للكافرين۔^(۱۳) "مومنوں کے لئے رحمت، برکت اور نصیحت ہے جبکہ کفار کے لئے عبرت، اظہارِ ناراضگی اور عذاب۔" سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت میں اہل کفر کے لئے زلزلہ کو عبرت ناک سزا، ناراضگی خداوندی اور عذاب قرار دیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ قدرتی آفات میں مرنے والے کفار کے لئے یہ آفات عذاب ہوتی ہیں اور بچ جانے والوں کے لئے عبرت ناک سزا یا سخت ناراضگی کے اظہار کا ذریعہ۔ ان کا کیا قصور ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھر ظلم نہیں فرماتا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ﴾^(۱۴) "بے شک اللہ تعالیٰ کسی پر ذرہ بھی ظلم نہیں کرتا۔"

لہذا نیکو کاروں پر مصائب و آلام کے درج ذیل اسباب ہوتے ہیں:

1- ابتلاء برائے ترغیب و ترہیب

مصائب و آلام اور آفات نازل کرنے کے بہت سے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے ذریعے انسانوں کو حق کی طرف راغب کیا جائے یا سزا و جزاء کے نظام سے ڈرایا جائے تاکہ حق قبول کرنا اور اس پر عمل کرنا سہل ہو سکے۔ جیسا کہ "بلاء" کی وضاحت کرتے ہوئے آلو سی بیان کرتے ہیں: وتازہ بهما لیرغبوا و یرهبوا۔⁽¹⁵⁾ "اور کبھی دونوں قسم کی ابتلاء (ابتلاء بالخیر اور ابتلاء بالشر) کے ذریعے آزمائش کی جاتی ہے تاکہ وہ رغبت حاصل کریں اور ڈرائیں۔"

اسلامی نقطہ نظر سے ابتلاء و آزمائش کی دو صورتیں ہیں: 1- خیر و بھلائی کے ذریعے ابتلاء و آزمائش، 2- بد حالی اور نقصان کے ذریعے ابتلاء و آزمائش۔ قرآن حکیم میں ابتلاء کی دونوں صورتوں کو یوں بیان کیا گیا ہے: ﴿وَبَلَوْنَهُمْ بِالْخَسَنَاتِ وَالْطَّيِّبَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ﴾⁽¹⁶⁾ "اور ہم نے انہیں بھلائیوں اور برائیوں (نقصانات و بد حالیوں) کے ذریعے آزمایا تاکہ وہ پلٹ آئیں۔"

اللہ تعالیٰ کی ذات حکیم و دانا ہے وہ ہر شخص کی نفسیات کے مطابق اس پر ابتلاء کی صورت نازل کرتا ہے اور ضرورت کے مطابق تخویف و ترہیب میں کمی بیشی کرتا رہتا ہے۔ قدرتی آفات کے ضمن میں منشاء خداوندی کے پیش نظر یہ مقصد بھی ہوتا ہے کہ بندہ اس کے حضور گڑ گڑائے۔ گویا یہ ان حکمتوں میں سے ایک ہے جن کے تحت یہ آزمائشیں نازل ہوتی ہیں۔

2- احکام شریعت سے بغاوت اور قدرتی آفات کا ظہور

قدرتی آفات اگرچہ بعض کے لئے ابتلاء و آزمائش کی صورت ہوتی ہیں لیکن بطور سزا و سزائش جو مصائب و آلام اور تباہ کاریاں نازل ہوتی ہیں، ان میں انسان کو بڑا دخل حاصل ہوتا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَمَا أَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَنْ كَثِيرٍ﴾⁽¹⁷⁾ "اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے پس وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے ہوتی ہے اور وہ (اللہ تعالیٰ) بہت ساری بد عملیوں سے درگزر فرماتا ہے۔"

اس آیت مبارکہ کی تفسیر کے ضمن میں ارشاد نبوی ہے: حدثنی ابو بردہ عن ایبہ ابی موسیٰ ان رسول اللہ ﷺ قال: لا تصیب عبدا نكبة فما فوقها او دونها الا بذنب وما يعفو الله عنه اکثر، قال: وقراء: وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفو عن كثير۔⁽¹⁸⁾ "ابو بردہ نے اپنے باپ ابو موسیٰ کی طرف سے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی بندے کو کوئی مصیبت تھوڑی یا زیادہ نہیں پہنچتی مگر گناہ کی وجہ سے اور جو اللہ تعالیٰ بندے کو معاف فرما دیتا ہے وہ زیادہ حصہ ہوتا ہے۔ اس (راوی) نے کہا اور آپ ﷺ نے پڑھا وما اصابكم من مصيبة۔۔۔۔۔"

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور شریعت سے بغاوت کی صورت میں انسان جو بد اعمالیاں کرتا ہے ان کی وجہ سے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی

کی صورت میں مختلف قسم کی آفات و بلیات نازل ہوتی ہیں۔

5۔ قدرتی آفات سے متعلق جدید نقطہ نظر

جدید علوم و فنون اور تحقیقات کی روشنی میں قدرتی آفات کو ایک سائنسی اور فطرتی عمل قرار دیا گیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ ان کا انسان کے عمل سے کوئی تعلق ہے نہ اس کی سزا و ابتلا سے۔ بس یہ فطرت کے طبعی قوانین کے تحت حوادثِ زمانہ کے طور پر روپذیر ہوتی رہتی ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا میں ہے:

On 20 th Century expansion on cuvier's views in effect a neo catastrophic school attempts to explain geologic history, as a sequence of rhythms or pulsations of mountain building transgression and regression of the sea and evolving and extinction of living organisms.⁽¹⁹⁾

"آفات سے متعلق جدید نظریہ کی بابت کوویر کے نظریے پر بیسویں صدی میں جو ارتقاء ہوا ہے اس کے مطابق زمینی تاریخ میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کو پہاڑوں کے بننے اور مسمار ہونے، سمندروں کے پھیلنے اور سکڑنے نیز جاندار اجسام کے ارتقاء و ناپید ہونے کا نتیجہ خیال کیا جاتا ہے۔"

یعنی زمین پر زلزلے، سیلاب، قحط وغیرہ کی صورت میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا محرک و سبب مذکورہ اقتباس میں بیان کردہ مادی اسباب یا دیگر عوامل بنتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی ان حادثات کا پس منظر نہیں ہے۔

اسی طرح Encyclopaedia Britannica میں Catastrophism کے تحت بیان کیا گیا ہے:

Naturalism is a philosophical theory that relates scientific method to philosophy by affirming that all beings and events in the universe are natural.⁽²⁰⁾

"نظریہ فطرت ایک فلسفیانہ نظریہ ہے جو سائنسی طریق کار کا فلسفہ کے ساتھ تعلق پیدا کرتا ہے اور اس بات کو بیان کرتا ہے کہ تمام وجود اور حوادث جو اس کائنات میں رونما ہوتے ہیں وہ فطرت کے اصولوں کے تحت ہوتے ہیں۔"

کائنات میں روپذیر ہونے والے تغیرات و حوادث سے متعلق مذکورہ نظریات اپنانے کا ایک مثبت پہلو ہے اور ایک منفی، مثبت پہلو یہ ہے کہ آفات و حوادث کو مادی اسباب کے تحت جان کر انسان اپنی جان و مال کے تحفظ کی خاطر سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کرے گا اور ان مادی اسباب کو کنٹرول میں لانے کی کاوش کرے گا اس سے مادی ترقی کا سفر جاری ہو گا۔

جبکہ اس نظریے کا منفی پہلو یہ ہے کہ قدرتی آفات کو مادی اسباب اور قوانینِ طبیعیہ کے تحت جان کر انسان یہ قوانین و اسباب پیدا کرنے والی ہستی سے بیگانہ ہو جائے گا نیز بد اعمالیوں سے اغماض برتا جائے گا اور ایسے مواقع پر توبہ و استغفار وغیرہ کی ضرورت محسوس نہیں کی جائے گی کیونکہ اس نظریے والے ان آفات کو بد اعمالیوں کی سزا قرار نہیں دیتے جیسا کہ نیچریت کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں کہ فطرت پرستوں کے ہاں آفات میں سزا کا کوئی دخل ہے نہ اس حوالے سے اللہ کا خصوصی فرمان یا فیصلہ، یہ حوادثِ زمانہ ہیں

زیر زمین پلیٹوں کے حرکت کرنے سے یہ سیلاب یا دیگر تباہیاں آتی ہیں، سونامی اور یہ زلزلے اسی سے آئے اس کو اللہ کی طرف منسوب کرنا یا انسانی اعمال کا نتیجہ قرار دینا درست نہیں ہے۔⁽²¹⁾

6۔ اقوام سابقہ کی تباہی کے اسباب

یہ بات یاد رکھیں کہ مصائب و آلام اور تباہی و بربادی بے وجہ نہیں آتی۔ جب اجتماعی طور پر اللہ تعالیٰ کی احکامات کی نافرمانیاں عام ہو جائے تو پھر اس کا خمیازہ پورے معاشرے کو بھگتنا پڑتا ہے جیسا کہ قرآن حکیم نے سابقہ اقوام کے تباہی کے اسباب اور وجوہات انتہائی جامع انداز میں بیان کئے ہیں۔

- 1۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے 950 سال اپنی قوم کو راہ حق کی دعوت دی لیکن انہوں نے حد درجہ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ کہہ دیا کہ اے نوح علیہ السلام اب ہم سے جنگ و جدال نہ کر ہمارے اس رویے پر اپنے رب کی طرف سے جو عذاب لا سکتا ہے لے آ۔⁽²²⁾
- 2۔ حضرت ہود علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت حق دی تو انہوں نے آپ کا مذاق اڑایا، ان کو بیوقوف گردانا اور ان کی پیغمبرانہ دعوت کو جھٹلادیا تو انہیں اس کی سزا ملی۔⁽²³⁾

- 3۔ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم نے آپ کی تکذیب اور نافرمانی کی تو انہیں اس کی سزا ملی۔⁽²⁴⁾

- 4۔ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم پر آنے والی سزا کا تذکرہ بھی قرآن حکیم میں ہوا ہے۔⁽²⁵⁾

- 5۔ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم میں جو قباحتیں پائی جاتی تھیں ان کی بناء پر اللہ تعالیٰ کی طرف انہیں اس کی سزا ملی۔⁽²⁶⁾

- 6۔ قوم سبا نے شکر نعمت کی بجائے کفرانِ نعمت اور غرور و تکبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے جب حق سے اغراض کیا تو ان پر بھی ہلاکت و تباہی نازل کی گئی۔⁽²⁷⁾

اس بحث سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سابقہ اقوام میں جن بد اعمالیوں کی بنا پر عذاب آتے رہے کم و بیش اسی طرح کی بری خصلتوں کو امت مسلمہ کے لئے قدرتی آفات و بلیات اور مصائب کا باعث قرار دیا گیا ہے۔ لیکن امت محمدی ﷺ پر قحط، سیلاب، وباء وغیرہ کی صورت میں جو مصائب و بلیات نازل ہوتی ہیں وہ سابقہ امم پر نازل ہونے والے اس عذاب کی طرح نہیں ہیں۔ جس کے ذریعے عام سطح پر تباہی اور اس قوم کی صفحہ ہستی سے مٹا کر رکھ دیا۔ کیونکہ نبی ﷺ نے اس حوالے سے اللہ تعالیٰ سے دعا لگی تھی جو قبول ہوئی ارشاد نبوی ہے:

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے متعلقہ پیش کیا جاتا ہے: «انی سألت ربی لامتی ان لا یهلكہا بسنة عامة -- وان ربی قال یا محمد! وانی اعطیت لامتك ان لا اهلكہم بسنة عامة»۔⁽²⁸⁾ "(رسول اللہ ﷺ نے فرمایا)

میں نے اپنے رب سے اپنی امت کے لئے سوال کیا کہ اسے عمومی قحط (عذاب) سے ہلاک نہ فرمانا۔ اور بے شک میرے رب نے فرمایا اے محمد! اور بے شک میں نے آپ کی امت کے لئے آپ کو یہ شرف عطا کر دیا کہ میں ان کو عام عذاب کے ذریعے ہلاک نہیں کروں گا۔"

7- عہد نبوی و عہد صحابہ میں قدرتی آفات کا تاریخی پس منظر

- 1- اسلامی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبوی و عہد صحابہ میں قدرتی آفات نازل ہوتی رہی ہیں۔ مثلاً حضور ﷺ کی صغر سنی کے دوران مکہ مکرمہ میں قحط پڑا اور آپ ﷺ کے وسیلہ اور دعاء سے وہ ٹلا۔⁽²⁹⁾
- 2- حضور اکرم ﷺ نے جب قریش مکہ کو دعوت حق دی اور ہٹ دھرمی کی بنا پر انکار کرتے رہے تو حق تعالیٰ نے ان کو اس متکبرانہ رویے پر متنبہ کرنے کے لئے ان پر قحط نازل کیا۔⁽³⁰⁾

3- حضور اکرم ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت کی تو وہاں صحابہ کرام بخار میں مبتلا ہو گئے۔ اور آپ ﷺ کی دعاء سے وہ شفاء یاب ہوئے۔⁽³¹⁾

4- 5ھ کو جب مدینہ منورہ میں زلزلہ آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل چاہتا ہے کہ اسے راضی کرو پس تم (توبہ و استغفار کے ذریعے) اسے راضی کرو۔" ⁽³²⁾ معلوم ہوا کہ زلزلہ یا اس جیسی دیگر قدرتی آفات کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو خبردار کرتا ہے کہ میں ناراض ہوں مجھے توبہ و استغفار کے ذریعے راضی کرلو۔

5- حضور نبی اکرم ﷺ کی مدنی زندگی کے دوران اہل مدینہ بھی قحط سالی کا شکار ہوئے جس کا ذکر امام جزری کیا ہے۔⁽³³⁾

6- عہد فاروقی میں حضور نامی علاقے میں وباء پھوٹی وہاں کے عوام نے سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے شکوہ کیا⁽³⁴⁾

7- عہد فاروقی کے دوران 18ھ میں شام کے علاقہ "عمواس" میں طاعون کی وباء پھوٹی⁽³⁵⁾ اس موقع پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حکومتی سطح پر اہم اقدامات اٹھائے۔

8- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں بھی سیلاب آیا جس کو مقام ابراہیم کا تذکرہ کرتے ہوئے ضمناً صاحب فتح الباری نے بیان کیا ہے۔⁽³⁶⁾

9- حضرت صفیہ کے حوالے سے بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد کے دوران مدینہ میں زلزلہ آیا آپ نے لوگوں سے فرمایا یہ تمہارے کرتوتوں کی وجہ سے آیا ہے لہذا اللہ کی قسم اگر دوبارہ زلزلہ آیا تو میں تمہارے ہاں سے چلا جاؤں گا۔⁽³⁷⁾

10- حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد کے دوران مدینہ کی سرزمین پر سیلاب آیا جس کا تذکرہ یوں کیا گیا ہے کہ خلافت عثمانی میں مدینہ مہروز نامی سیلاب کی وجہ سے ڈوبنے والا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے لیے بند باندھا۔⁽³⁸⁾

8۔ وبائی امراض کی روک تھام کے لیے نبوی تعلیمات

بحیثیت مسلمان ہمارا یہ ایمان ہے کہ سب سے بڑی آگاہی، راہ نمائی اور ہدایت کا سرچشمہ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات ہیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدی امراض کے پھیلاؤ کی روک تھام کے لیے جو ہدایات اور guideline دی ہے، اس پر سختی سے عمل کرنا ہم سب پر فرض اور لازم ہے۔ کورونا وائرس کے دوران متاثرہ مریض کو صحت مند ہونے تک quarantine یا isolation کا یہ جدید طبی تصور حضور نبی اکرم ﷺ نے آج سے 14 سو سال قبل ارشاد فرمایا تھا۔

حدیث مبارک میں آیا ہے: «فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ. وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ وَأَنْتُمْ بِهَا، فَلَا تَخْرُجُوا فِرَارًا مِنْهُ» (39)۔ ”اگر تم سنو کہ کسی سرزمین میں کوئی متعدی وبا پھوٹ پڑی ہے تو اس کی طرف پیش قدمی نہ کرو۔ لیکن اگر تم متاثرہ سرزمین میں پہلے سے موجود ہو جہاں وبا پھوٹی ہے تو پھر وہاں سے نکلنے کے لیے راہ فرار اختیار نہ کرو۔“

اس حدیث پاک کے مطابق اگر کوئی شخص ایسے مرض یا وباء میں مبتلا ہو جائے جس سے دوسرے کو منتقل ہونے کا اندیشہ ہو تو وہ صحت مند آدمی کے قریب نہ جائے اور صحت مند آدمی اس متاثرہ شخص کے قریب نہ جائے اور کسی قسم کا معانقہ یا باڈی کا interaction نہیں ہونا چاہیے۔ صحیح بخاری شریف اور صحیح مسلم شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جس کا مرض دوسرے کو منتقل (transfer) ہو سکتا ہے۔ خواہ وہ انسان ہے یا جانور۔ وہ صحت مند لوگوں کے ساتھ میل میلاپ نہ رکھے۔ اس سے مرض ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو سکتا ہے۔

«لَا يُورَدُ مُمَرِّضٌ عَلَى مُصَحِّحٍ» (40)۔ ”جس کا مرض دوسرے کو منتقل (transfer) ہو سکتا ہے (وہ انسان ہے خواہ جانور) وہ صحت مند لوگوں کے ساتھ میل میلاپ نہ رکھے۔“

جذام سے متعلق ایک اور حدیث مبارک میں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «وَفَرَّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ» (41)۔ ”جس شخص کو جذام ہو، اُس سے اس طرح دور بھاگو جس طرح شیر سے اپنے آپ کو بچانے کے لیے بھاگتے ہو۔“

اس میں حکمت یہ ہے کہ اگر آپ ایسے مجذوم شخص کی صحبت میں زیادہ وقت گزاریں گے تو یہ مرض آپ کو بھی لاحق ہو سکتا ہے۔ لہذا متاثرہ مریض سے دور رہیں۔

9۔ وبائے نمٹنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کی عمومی تعلیمات

کسی بھی وبا اور مرض کی صورت میں اسلام دو طرح سے انسانیت کی رہنمائی کرتا ہے۔ ایک طریقہ روحانی ہے کہ جس میں گناہوں سے توبہ اور ان مسنون دعاؤں اور اذکار و اوراد کا پڑھنا جو کتب حدیث میں جا بجا منقول ہیں۔ دوسرا طریقہ علاج اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کا ہے۔ امراض چاہے وبائی یا غیر وبائی اسلام نے علاج و دوا کے ذریعے اس کے تدارک کی تلقین کی ہے، جیسے ایک موقع پر ایک اعرابی کا

علاج و دوا کے متعلق دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً»۔⁽⁴²⁾ ترجمہ: دوا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے موت کے سوا ہر بیماری کے لئے دوا پیدا کی ہے۔

اسی طرح صحیح البخاری کی ایک روایت میں ہے۔ «وَفَرَّ مِنَ الْمَجْدُومِ كَمَا تَفَرُّ مِنَ الْأَسَدِ»۔⁽⁴³⁾ ترجمہ: مجذوم سے اس طرح بھاگو، جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔

حافظ ابن حجر اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں: أَنَّ الْأَمْرَ بِالْفِرَارِ مِنَ الْمَجْدُومِ لَيْسَ مِنْ بَابِ الْعُدُوِّ فِي شَيْءٍ بَلْ هُوَ لِأَمْرِ طَبِيعِيٍّ وَهُوَ انْتِقَالُ الدَّاءِ مِنْ جَسَدٍ لِحَسَدٍ يُوَاسِطُهُ الْمَلَامَسَةُ وَالْمُخَالَطَةُ وَشَمُّ الرَّائِحَةِ وَلِذَلِكَ يَقَعُ فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَمْرَاضِ فِي الْعَادَةِ انْتِقَالُ الدَّاءِ مِنَ الْمَرِيضِ إِلَى الصَّحِيحِ بِكَثْرَةِ الْمُخَالَطَةِ۔⁽⁴⁴⁾

”یہ حکم امر طبعی یعنی مرض کا ایک جسم سے دوسرے جسم میں لمس، اختلاط یا سونگھنے کے ذریعہ منتقل ہونے کی وجہ سے دیا گیا کیونکہ اکثر امراض میں عادتاً ایسا ہوتا ہے کہ کثرت اختلاط کی وجہ سے بیماری مریض سے صحت مند انسان میں منتقل ہو جاتی ہے۔“

کورونائرس سے قبل دنیا میں دس تباہ کن وبائیں

انسانی تاریخ میں کورونائرس سے قبل دس تباہ کن وبائیں پھوٹ چکی ہیں جن میں ایک وباء طاعون یعنی plague بھی تھی۔ امراض خواہ وبائی ہوں یا موسمی یا پھر غذائی بے اعتمادی اور روزمرہ معمولات کی کمی و کوتاہی کے نتیجے میں سامنے آئیں تکلیف دہ ہی ہو کر تے ہیں، لیکن وبائی امراض اس لحاظ سے خطرناک ثابت ہوتے ہیں کہ اکثر و بیشتر یہ لاعلاج ہوا کرتے ہیں اور ہیلتھ سسٹم میں موجود ادویات اور طریقہ کار ان پر کارگر نہیں ہو پاتے۔

وبائی امراض کا حملہ اس قدر شدید ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے ترقی یافتہ ممالک بھی جدید ترین طبی آلات و سائنسی سہولیات کی موجودگی کے باوجود ان کے سامنے لاچار و بے بس دکھائی دیتے ہیں۔ حال ہی میں سامنے آنے والے وبائی مرض کورونائرس نے دنیا کی تمام تر ترقیوں کو خاک برد کرتے ہوئے زیر و زبر کر کے رکھ دیا ہے۔ کورونائرس کوئی پہلا وبائی مرض نہیں ہے جس نے دنیا کو تہہ وبالا کیا ہے بلکہ ماضی میں اس سے بھی شدید، مہلک اور خطرناک وبائی بیماریاں سامنے آچکی ہیں۔⁽⁴⁵⁾

10-Quarantine یا دوران مرض تنہائی اختیار کرنے کا ثبوت

قرآن مجید قیامت تک انسانوں کے لئے کتاب ہدایت ہے۔ اس کی آیات بینات میں جہاں سابقہ امتوں کے احوال اور قصص کا پتہ چلتا ہے وہیں امت مسلمہ کے لئے بھی باعث رہنمائی ہے۔ سیدنا سلیمان علیہ السلام کے واقعہ میں چوٹیوں کا ذکر ملتا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ گھروں میں مقید ہونا کسی بھی ذی روح کے لئے محفوظ ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ

وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ فَهُمْ يُوزَعُونَ ۝ حَتَّىٰ إِذَا أَتَوْا عَلَىٰ وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمَلَةٌ يَأْتِيهَا النَّمْلُ أُدْخِلُوا مَسَكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمَنُ وَجُنُودُهُ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝⁽⁴⁶⁾ ”اور سلیمان (علیہ السلام) کے لیے ان کے لشکر جنوں اور انسانوں اور پرندوں (کی تمام جنسوں) میں سے جمع کیے گئے تھے، چنانچہ وہ بغرض نظم و تربیت (ان کی خدمت میں) روکے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ (لشکر) چیونٹیوں کے میدان پر پہنچے تو ایک چیونٹی کہنے لگی: اے چیونٹیو! اپنی رہائش گاہوں میں داخل ہو جاؤ کہیں سلیمان (علیہ السلام) اور ان کے لشکر تمہیں کچل نہ دیں اس حال میں کہ انہیں خبر بھی نہ ہو۔“

چیونٹیوں کی یہ خاصیت ہے کہ وہ گروہ کی شکل میں رہتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر حقیر سے مخلوق بھی اپنی جماعت کو بچانے کی تدبیر کر رہی ہے۔ اس میں امت مسلمہ کے لئے یہ سبق ہے کہ جب گھروں سے باہر رہنے میں خطرات کا اندیشہ ہو تو گھر میں محصور ہونا ہے بہتر ہے۔

کتب حدیث کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ وباء کے بارے میں اپنی تعلیمات میں فرمایا کہ کوئی شخص اپنا حوصلہ نہ ہارے، depressed نہ ہو، صبر کرے، احتیاطی تدابیر کو بھرپور طریقے سے اختیار کرے تو انشاء اللہ کی مدد آئے گی۔ بالآخر وقت کٹ جائے گا۔ جب تعلیمات نبوی کو سامنے رکھتے ہیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ آقا علیہ السلام نے چودہ سو برس قبل وبائی امراض کے بارے میں راہنمائی فرمادی تھی۔ جب ہم قرآن مجید کے احکام اور نبوی کے فرامین کو دیکھتے ہیں اللہ پر ہمارا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے کہ وہ حکمتیں جو انسان کو آج معلوم ہوئی ہیں۔ اُس کے بارے میں آقا علیہ السلام چودہ صدیاں پہلے بتا چکے ہیں۔ اب یہ محققین کا کام ہے کہ ان حکمتوں کو دریافت کریں۔ جوں جوں انسانی علم آگے بڑھتا جائے گا۔ تحقیقات آگے بڑھیں گی، اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی حکمتیں توں توں اور آگے نکلتی آئیں گی۔

جہاں تک Quarantine یا سیلف آئسولیشن کی بات ہے کہ کسی سے میل ملاقات، باہر آنا جانا اور اجتماع میں جانا بند کر دیا جائے اور گھر میں اپنے آپ کو محصور کر لیں۔ تو اس کا ذکر بھی حضور نبی اکرم ﷺ کے مندرجہ بالا فرمان سے ظاہر ہے۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا: جب طاعون واقع ہو جائے۔ «فَيَمْكُثُ فِي بَلَدِهِ صَابِرًا»۔⁽⁴⁷⁾ ”اگر طاعون آجائے تو اپنے شہر میں صابر ہو کر، محصور ہو کر بیٹھ جائے۔“ اس میں علاقائی بنیادوں پر لاک ڈاؤن کر دینے کا حکم ہے۔ کہ جس جس خطے میں وبا ہو وہاں لوگ پابند ہو کر صبر سے بیٹھ جائیں اور اللہ کی بارگاہ میں التجاء کریں۔ یہی ایک اجتماعی آئسولیشن کا تصور تھا۔

لاک ڈاؤن کے بارے میں ایک بات ذہن میں رکھنے کی ضرورت ہے کہ آقا علیہ السلام نے چودہ سو برس قبل اس کی راہنمائی فرمادی تھی، اب یہ ضروری نہیں کہ اُس کی حکمتیں بھی حضور ﷺ خود بیان فرمائیں۔ حکمتیں بعد ازاں ائمہ کرام بیان کرتے رہے ہیں کہ جس زمانے میں جس قدر طبی، سائنسی، دنیاوی، مادی علم موجود تھا۔ علماء، ائمہ، محدثین اور شارحین اُس available Knowledge کے مطابق اُن کی حکمتوں کو بیان کرتے رہے ہیں۔ وہ Scientific Knowledge جو آج لوگوں کو ہے وہ کئی سو سال پہلے موجود نہیں تھا

توانمہ اور محدثین نے جو شرح اور جو حکمتیں بیان کیں وہ اُس وقت کے available Scientific Knowledge کو سامنے رکھتے ہوئے کیں۔ آج سائنس نے نئی نئی تعبیرات اور توجیہات اور تحقیقات ہمارے سامنے رکھ دیں۔ لہذا بہت سی حکمتیں جو پہلے صدیوں میں دریافت نہیں ہو سکیں تھیں۔ آج سائنسی تحقیقات کے باعث کھل کر سامنے آچکی ہیں۔ جب اُن کی روشنی میں ہم قرآن مجید کے احکام کو اور حدیث نبوی کے فرامین کو دیکھتے ہیں اللہ پر ہمارا ایمان مضبوط ہو جاتا ہے کہ وہ حکمتیں جو انسان کو آج معلوم ہوئی ہیں۔ اُس کے بارے میں آقا علیہ السلام چودہ صدیاں پہلے بتا چکے ہیں۔ اب یہ ہمارا کام ہے کہ ان حکمتوں کو دریافت کریں۔ جوں جوں انسانی علم آگے بڑھتا جائے گا۔ تحقیقات آگے بڑھیں گی، اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی حکمتیں توں توں اور آگے نکلتی آئیں گی۔

یہی وجہ ہے کہ اللہ اور اللہ کے رسول کے احکام کی ہر لمحہ نئی تعبیرات، نئی تشریحات، نئی تحقیقات، نئی حکمتیں، نئے مصالح نکلتے رہتے ہیں اور وہ علم ہمیشہ ہر دور میں زندہ تابدہ اور تازہ رہتا ہے۔ وہ کبھی پرانا نہیں ہوتا۔

مسند احمد میں مروی حدیث میں آقا علیہ السلام نے فرمایا: «فَلْيَسِّرْ مِنْ رَجُلٍ يَقْعُ الطَّاعُونَ. فَيَمَكْتُ فِي بَيْتِهِ صَابِرًا مُحْتَسِبًا» (48)۔ ”جب طاعون واقع ہو جائے تو جو شخص بھی طاعون پھیلنے کے بعد اپنے گھر میں ثواب کی نیت سے صبر کر کے بیٹھ جائے۔“ اس حدیث سے واضح حکم ملتا ہے کہ وہ مارکیٹ میں نہ جائے، رشتے داروں کے پاس نہ جائے، اجتماعات میں نہ جائے۔ خواہ وہ اجتماعات دینی ہوں یا سماجی ہوں کہ سیاسی ہوں۔ گھر میں محصور ہو کر بیٹھ جائے، فَيَمَكْتُ کا مطلب یہ ہے کہ وہ جم کے بیٹھے جائے اور گھر سے باہر نہ نکلے صَابِرًا مُحْتَسِبًا صبر کرتے ہوئے اور اللہ کی مدد کا انتظار کرتے ہوئے اور اُس کی بارگاہ سے شفایابی پر کامل اُمید رکھتے ہوئے، یہ عقیدہ رکھے کہ جو اللہ کی طرف سے منظور ہے وہ ہو جانا ہے مگر میں اپنی احتیاط اور تدبیر کو حکم الہی کے تحت کے اور حکم رسول کے تحت مکمل طور پر بروئے کار لا رہا ہوں۔ اس دوران خواہ اُس مرض کی وجہ سے اُس کی موت آجائے، خواہ اُس وقت بچ جائے۔ بعد ازاں کسی اور مرض میں مبتلا ہو کر اُس کی وفات ہو۔ دونوں صورتوں میں اللہ پاک اُس کو درجہ شہادت سے محروم نہیں کرے گا۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں یہی بات جانوروں کے متعلق بیان فرمائی: «لَا يُورِدَنَّ مُمَرِّضٌ عَلَى مُصَحِّ» (49)۔ ”بیمار جانور کو صحت یاب کے پاس نہ لایا جائے۔“

بظاہر تو یہ حدیث جانوروں کے متعلق ہے، لیکن اس سے امراض میں تعدی کا ہونا اور اس سلسلے میں احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے متعلق ہدایات موجود ہیں۔ پھر خاص طور وباء کے متعلق تو بالکل واضح حدیث وارد ہوئی ہے کہ صحت عامہ کے پیش نظر اور وباء کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے واضح الفاظ میں ہدایات دی گئی، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: «الطَّاعُونَ رَجَسٌ أُرْسِلَ عَلَى طَائِفَةٍ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ، أَوْ عَلَى مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ، فَإِذَا سَمِعْتُمْ بِهِ بِأَرْضٍ، فَلَا تَقْدُمُوا عَلَيْهِ، وَإِذَا وَقَعَ بِأَرْضٍ، وَأَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوا، فِرَارًا مِنْهُ» (50)۔ ترجمہ: طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، لہذا جب تم سنو

کہ کسی ملک میں طاعون کی وبا پھیلی ہے تو جس شہر میں طاعون پھوٹ پڑا ہو، وہاں مت جاؤ، اور اگر تم پہلے سے اس شہر میں رہتے ہو، تو وہاں سے باہر نہ جاؤ۔

اس حکم کی حکمت یہی ہے کہ وبا اس علاقہ تک محدود رہے اور اس سے باہر نہ جائے اسی طرح باہر کے آدمی کو اس علاقے میں داخل ہو کر خود کو ہلاکت میں ڈالنے سے منع کیا گیا ہے۔ علامہ نوویؒ فرماتے ہیں کہ جب وبا سے متاثرہ لوگوں کی تعداد بڑھ جائے تو ان کے لئے آبادی سے الگ ایک جگہ مختص کی جائے، البتہ ان کے ضروریات زندگی سے ان کو روکا نہیں جاسکتا۔

11۔ تنہائی اختیار کرنے کی احیث مبارکہ سے مثالیں

صحیح مسلم کی ایک حدیث مبارک میں ہے کہ مدینہ منورہ میں حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں طائف کے نواحی علاقے ثقیف سے ایک وفد آیا جو آپ ﷺ کے دست اقدس پر بیعت کرنا چاہتا تھا، اس وفد کو ایک جگہ پر ٹھہرایا گیا اور حضور نبی اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ ان میں سے ایک شخص جذام کے مرض کا شکار ہے تو آپ ﷺ نے اس شخص کی طرف ایک آدمی کو بھیجا اور کہا کہ انہیں بتائیں کہ ہم نے آپ کو بیعت کر لیا ہے، آپ کا حلقہ اسلام میں داخل ہونا قبول کر لیا، لہذا وہاں سے واپس چلے جائیں۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے الفاظ ہیں: «إِنَّا قَدْ بَايَعْنَاكَ، فَارْجِعْ» (51)۔ ”ہم نے آپ کو بیعت کر لیا ہے، لہذا وہاں سے واپس چلے جاؤ۔“

چونکہ مسجد نبوی میں لوگوں کا کثرت سے آنا جانا تھا جو صحت مند تھے اور حضور نبی اکرم ﷺ کی مجلس میں بیٹھا کرتے تھے تو ان کی حفاظت کے پیش نظر آپ ﷺ نے قاصد کے ذریعہ کہلوایا کہ وہاں سے واپس چلے جائیں۔ اس طرح متعدی امراض سے بچاؤ کے لیے آپ ﷺ نے قیامت تک کے لیے ایک نسخہ کیمیاء اور تدبیر اختیار کرنے کی ہدایت فرمادی۔ یہاں یہ بات پیش نظر رہے کہ عام مرض اور متعدی مرض کے درمیان بطور خاص تفریق رکھنا ضروری ہے کیونکہ ہر مرض متعدی نہیں ہوتا۔

اسی طرح اس حدیث مبارک میں بیمار سے دور رہنے کے حوالہ سے ہدایت موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے آنے سے پہلے واپس جانے کے احکامات جاری کئے۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہیں کہ کسی موذی بیماری میں مبتلا لوگوں کو آبادی سے الگ ہونے کا حکم دیا جائے گا⁽⁵²⁾۔ لہذا حکومت کو بجا طور پر انفرادی پابندیوں کے ذریعے نقل و حرکت محدود کرنے، بیمار کو آبادی سے الگ رکھنے وغیرہ کا اختیار حاصل ہے۔

اسی طرح اجتماعی عبادات جیسے حج، عمرہ، جماعت اور جمعہ کی نماز کے حوالے سے طبی ماہرین ایسی پابندیاں تجویز کر سکتے ہیں، جو شرعاً قابل عمل ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ اسلام دین فطرت ہے اور مختلف حالات میں اس کے احکامات میں گنجائش رکھی گئی ہے، لہذا مخصوص حالات میں باجماعت نماز چھوڑنے اور جمعہ کی شرائط میں رخصت کی مثالیں علماء و فقہاء نے کتب میں بیان فرمائی ہیں، جیسے بارش میں گھروں پر نماز کا پڑھنے کی اجازت دی گئی، جبکہ صحیح البخاری کی روایت ہے: «مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ - يَعْنِي الثُّومَ - فَلَا يَفْرَبَنَّ

(53) ”مَسْجِدًا“۔ ”جو اس بدبودار درخت میں سے کھائے، تو وہ مسجد میں نہ آئے۔“

اس حدیث مبارک میں انسانوں اور فرشتوں کو ایذا سے بچانے کے لئے بدبودار اشیاء کھانے کے بعد باجماعت نماز کے لئے مسجد میں آنے سے منع کیا گیا ہے۔ مریض یا ایسے افراد جو لوگوں کے تکلیف کا باعث بنے، بھی اس حدیث کے عموم میں داخل ہیں، جیسے علامہ عینیؒ فرماتے ہیں: وَكَذَلِكَ أَلْحَقَ بِذَلِكَ بَعْضُهُمْ مِنْ بَفِيهِ بَخْرٍ، أَوْ بِهِ جَرَحَ لَهُ رَائِحَةً، وَكَذَلِكَ الْقَصَابُ وَالسَّمَكَ وَالْمَجْذُومُ وَالْأَبْرَصُ أُولَى بِالْإِلْحَاقِ. (54) ”اسی طرح اس کے ساتھ بعض ائمہ نے اس کو بھی شامل کرتے ہیں جس کے منہ سے بدبو آتی ہو یا جسے بدبودار زخم لگا ہو۔ اسی طرح قصاب، مجذوم اور کوڑی والا بھی بطریقہ اولی اس کے ساتھ شامل ہیں۔“

12۔ تنہائی اختیار کرنے کی فقہی نظائر

فقہ اسلامی میں اس کے بے شمار نظائر موجود ہیں، جیسے رمضان میں بیماری کی صورت میں روزہ چھوڑنا تب جائز ہو گا جب ماہر طبیب کہے کہ روزہ رکھنا مضر صحت ہو سکتا ہے (55)۔ ایک حدیث مبارک میں بھی ایسے معاملات میں ابتداءً مفتی کی بجائے ماہرین سے مشورے کا اشارہ ملتا ہے۔ صحیح مسلم کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی تو وہاں کے کسان کھجور کے مادہ درختوں میں نرکا پیوند لگاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے منع فرمایا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا کہ اس سے کھجور کی افزائش کم ہو گئی ہے۔ تو انہوں نے فرمایا: «أَنْتُمْ أَعْلَمُ بِأَمْرِ دُنْيَاكُمْ» (56) ترجمہ: تم اپنے دنیوی امور سے خوب واقف ہو۔

جہاں شرعی امور میں ابتداً ہی علماء کی طرف رجوع کیا جاتا ہے وہی دنیوی امور میں ماہرین کی ہدایات کی روشنی میں علماء و مفتیان شرعی رہنمائی کریں گے۔ لہذا مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ وبا کے متعلق طبی ماہرین کا فیصلہ حجت مانا جائے گا۔ بعض فتاویٰ میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ مسجد کی کمیٹی یا دیگر لوگ بھی ایسے مریضوں وغیرہ کو مسجد میں داخلہ سے روک سکتے ہیں، جیسے کفایت المفتی میں ہے: ”ان صورتوں میں خود مجذوم پر لازم ہے کہ وہ مسجد میں نہ جائے اور جماعت میں شریک نہ ہو، اور اگر وہ نہ مانے تو لوگوں کو حق ہے کہ وہ اسے دخول مسجد اور شرکت جماعت سے روک دیں اور اس میں مسجد محلہ اور مسجد غیر محلہ کا فرق نہیں ہے، محلہ کی مسجد سے بھی روکا جاسکتا ہے تو غیر محلہ کی مسجد سے بالاولیٰ روکنا جائز ہے۔“ (57)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ محض بدبو کی وجہ سے لوگوں کو ایسے شخص کو مسجد سے روکنے کا حق ہے، تو وباء کی صورت میں جب دوسرے لوگوں کی صحت و زندگی کو خطرہ بن سکتا ہو اور طبی ماہرین بھی منع کرتے ہوں، تو حکومت کو ایسی صورت میں پابندی کا حق بطریق اولیٰ حاصل ہے اور خود وباء سے متاثرہ شخص کا بھی قومی و مذہبی فرض بنتا ہے کہ مسجد نہ آئے۔

13۔ مہلک امراض سے بچاؤ کے لیے معاشرتی بے راہ روی سے اجتناب

(58) حضور نبی اکرم ﷺ نے ان بری عادات اور بری خصلتوں کی نشاندہی فرمادی ہے جو مصیبت و آفت کے باعث بنتی ہیں۔ صاحب کنز العمال نے سود خوری، مردوں کے مردوں سے اور عورتوں کے عورتوں سے جنسی تعلقات قائم کرنے کو ان اسباب میں نقل کیا ہے جو زمین میں دھنسا دیے جانے، شکلیں مسخ کیے جانے اور زلزلوں کا باعث بنتے ہیں۔⁽⁵⁹⁾ ایک حدیث مبارک کے مطابق اعلانیہ فحش و بے حیائی کے ارتکاب کو طاعون اور عجیب و غریب بیماریوں کا سبب ہے۔⁽⁶⁰⁾ تعلیمات نبوی ﷺ کے مطابق جب انفرادی یا اجتماعی سطح پر شریعت کی بغاوت کثیر پیمانے پر علی الاعلان ہونے لگے، ریاست میں اس بے راہ روی کو روکنے کے لئے کوششیں بھی نہ ہو رہی ہوں تو پھر سزا و عذاب کا ایسا کوڑا برستا ہے جو پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ لہذا حاضر میں وبائی آفات و بلیات کا تدارک کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ انفرادی و اجتماعی سطح پر ان معاشرتی برائیوں کا قلع قمع کیا جائے۔

14۔ مریض سے فاصلہ Distance کی تلقین

طاعون سے پہلے جذام کا مرض بہت کثرت کے ساتھ ہوتا رہا ہے۔ لہذا اگر کسی کو جذام لاحق ہو جائے تو اُس بارے میں بھی ارشادات نبوی میں احتیاطی تدابیر موجود ہیں۔ ایک حدیث میں آپ ﷺ فرمایا: «وَإِذَا كَلَّمْتُمُوهُمْ، فَلْيَكُنْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ قَيْدٌ رُمْحٍ»۔⁽⁶¹⁾ ”اور جب تم ان جذام زدہ مریضوں سے گفتگو کرو تو تمہارے اور ان کے درمیان ایک نیزے کے برابر فاصلہ ہونا چاہئے“ یہ دین اسلام کی حقانیت کا ثبوت ہے کہ جو چیزیں آج ڈاکٹر ز اور سائنسدانوں نے تحقیق کر کے بیان کیں ہیں۔ چودہ صدیاں پہلے وہی احتیاطی، تدبیریں، وہی احکامات پیغمبر اسلام ﷺ نے بیان فرمادیئے تھے۔ جس سے واضح ہوتا ہے کہ اسباب بیماری سے پرہیز کرنا تو کل کے منافی نہیں۔ مذکورہ حدیث سے سماجی فاصلے کا ثبوت ملتا ہے کہ جب تم جذام زدہ مریض کے قریب جاؤ یا کوئی گفتگو کرنی پڑے تو اتنے فاصلے پر کھڑے ہو کر گفتگو کرو کہ تمہارے اور اُس مریض کے درمیان ایک نیزے کا فاصلہ ہو۔ نیزہ چھ فٹ سے آٹھ فٹ کا ہوتا ہے۔ آج کی سائنس لوگوں کو جو یہ چھ سے آٹھ فٹ کے فاصلہ کے متعلق بتا رہی ہے حضور ﷺ نے انسانیت کو یہ تعلیم پہلے دے دی کہ جو امراض متعدی ہوں گی جو ایک شخص سے دوسرے شخص کو منتقل ہوں گی ایسی کیفیت میں مریض سے چھ سے آٹھ فٹ کا فاصلہ رکھ کر ہم کلام ہونا ضروری ہے۔ گویا چھ سے آٹھ فٹ کا فاصلہ رکھنا سنت سے ثابت ہوا۔

مسلم ائمہ نے بھی طب نبوی کے ثبوت میں اس طرح روایات کو اپنی کتب کی زینت بنایا ہے جیسا کہ امام ابو نعیم اصفہانی کی کتاب میں یہی حدیث حضرت عبد اللہ بن اوفی سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: «كَلِّمِ الْمَجْذُومَ وَبَيْنَكَ وَبَيْنَهُ قَيْدٌ رُمْحٍ أَوْ رُمْحَيْنِ»۔⁽⁶²⁾ فرمایا: جب کسی جذامی شخص سے بات کرو تو احتیاط کرو کہ تمہارے اور اُس کے درمیان کم سے کم ایک

نیزے یا دونوں کا فاصلہ ہو۔ یعنی چھ فٹ کم سے کم اور بارہ فٹ کا فاصلہ رکھ کر اُس مریض سے بات کرو۔ یوں آقا علیہ السلام نے social distancing کا نہ صرف تصور دیا بلکہ پیمائش کے ساتھ آقا علیہ السلام نے چھ سے بارہ فٹ کا فاصلہ بھی متعین کر دیا۔ اب اُس کے بعد یہی حدیث فردوس الأخبار⁽⁶³⁾ میں امام دیلمی نے بھی روایت کی ہے۔ کہ جب کسی ایسے شخص سے بات کرو جو جذامی ہے۔ اس کے مرض کے جراثیم دوسرے کو physical contact اور قربت کے ساتھ منتقل ہو سکتے ہیں تو اس لئے گفتگو کرتے ہوئے کم سے کم چھ فٹ سے بارہ فٹ کا فاصلہ تمہارے درمیان ہونا چاہیے۔

جب تعلیمات نبوی کو سامنے رکھتے ہیں تو یہ بات انظر من الشمس ہو جاتی ہے کہ یہاں ایمان اور جان کا کوئی جھگڑا اور مقابلہ نہیں ہے کہ لوگ سمجھیں کہ آپ کو جان زیادہ عزیز ہے اور ایمان عزیز نہیں ہے احکام شرعی کو چھوڑ رہے ہیں۔ باجماعت نماز کو، نماز جمعہ کو ترک کر کے اپنے ایمان کو کمزور کر رہے ہیں۔ یہ نادانی کی بات ہوگی۔ یہ جان اور ایمان کا ہرگز جھگڑا نہیں ہے۔ جان اور اسلام کے اندر کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ دونوں کے تقاضے نہ مختلف ہیں نہ متضاد ہیں۔ یہ سارے احکام ایک پیکیج ہے۔

15۔ کسی ہنگامی صورت میں اجتماعات پر پابندی کا حکومتی اختیار

شریعت کی حدود کے اندر حاکم (حکومت وقت) کی اطاعت شرعاً ہر مسلمان پر واجب ہے، مسند احمد کی روایت ہے کہ مسلمان پر امیر کی اطاعت واجب ہے، خواہ اس کو پسند ہو یا ناپسند۔ حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: «السَّمْعُ، وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ فِيمَا أَحَبَّ أَوْ كَرِهَ، إِلَّا أَنْ يُؤْمَرَ بِمَعْصِيَةٍ، فَإِنْ أُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ»⁽⁶⁴⁾ ترجمہ: انسان پر اپنے امیر کی بات سننا اور اس کی اطاعت کرنا ضروری ہے خواہ اسے اچھا لگے یا برا بشرطیکہ اسے کسی معصیت کا حکم نہ دیا جائے اس لئے کہ اگر اسے معصیت کا حکم دیا جائے تو اس وقت کسی کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی اجازت نہیں۔

وبائے اوقات میں طبی ماہرین کی طرف جاری کردہ احتیاطی تدابیر (SOPS) کو جب حکومت وقت نافذ کریں، تو ان پر شریعت کی حدود کے اندر عمل لازم ہے۔ وبائی صورتحال میں حکومت اگر طبی ماہرین کے مشورے سے کسی جائز چیز پر بھی پابندی لگائیں، تو اس چیز کی خرید و فروخت اور استعمال ناجائز ہو جائے گا۔ دور حاضر کے مشہور فقیہ شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں: ”اسلامی شریعت نے حکومت وقت کو یہ اختیار دیا ہے کہ کسی عمومی مصلحت کے تحت کسی ایسی چیز یا ایسے فعل پر پابندی عائد کر سکتی ہے جو بذات خود حرام نہ ہو بلکہ مباحات میں سے ہوں، لیکن اس سے کوئی اجتماعی خرابی لازم آتی ہو۔ جیسے فقہاء نے لکھا ہے کہ ہیضہ کی وباء کے وقت حکومت خر بوزہ کھانے اور بیچنے کو ممنوع قرار دے تو اس وقت خر بوزہ کھانا اور بیچنا ممنوع ہو جائے گا۔“⁽⁶⁵⁾ طبی ماہرین کی طرف جاری کردہ احتیاطی تدابیر دو قسم کی ہو سکتی ہیں، ایک انفرادی احتیاطی تدابیر جن کا تعلق فرد کے ساتھ ہو اور دوسرے اجتماعی عبادات سے متعلق احتیاطی تدابیر۔ طبی ماہرین ایسی پابندیاں تجویز کریں جو عبادات کی روح کے منافی نہ ہو اور علما شرعی طور اس کو جائز سمجھتے ہوں، تو ان پابندیوں کا خیال رکھنا شرعاً

بھی لازم ہو گا اور ان پابندیوں کی خلاف ورزی شرعاً و قانوناً جرم تصور ہو گا۔ حکومت کو مشکل قومی حالات میں علمائے کرام اور ماہرین کے مابین حقیقی مشاورت کے ساتھ ہی فیصلے کرنے چاہئیں، اسی سے معاشرے میں اطمینان اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ تاہم جب حکومت اپنے طور پر کوئی فیصلہ جاری کر دے، چاہے وہ کسی غلط دباؤ کا نتیجہ ہو تو اس بنا پر مسلمانوں کی عبادات اور نماز میں کوتاہی کا وبال حکومت پر ہی ہو گا۔ عوام میں انتشار پھیلانے کی بجائے تدبیری امور میں اس کو مجبوراً گوارا کیا جاسکتا ہے۔

نتیجہ بحث: تعلیمات نبوی کے مطابق معاشرے میں برائیوں اور کبائر کا ارتکاب بھی قدرتی آفات و بلیات کے نزول کا سبب ہوتا ہے۔ تاریخ میں نافرمان قوموں پر بڑے تباہ کن بیماریاں و بلاء کی صورت میں آئیں جس سے ہزاروں لوگ تباہی و بربادی اور مصائب آلام کا شکار ہوئے۔ ہمیں انفرادی و قومی سطح پر اپنی زندگی کا جائزہ لے کر اس کردار کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے تاکہ بلاء و مصیبت ٹل جائے۔ اسلامی تعلیمات میں عمومی انداز سے واضح طور زندگی کے ان پہلوؤں اور کردار کے چند گوشوں کو بیان کیا گیا ہے کہ جن سے اغماض برتنے سے ہمارا معاشرہ مجموعی طور پر بعض قسم کی آفات و بلیات میں مبتلا ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات:

- (۱) الشعراء 26: 80
- (۲) بخاری، الصحيح، کتاب الطَّبِّ، بَابُ مَا يُذْكَرُ فِي الطَّاعُونَ، (5/2163، الرقم/5396).
- (۳) ابن منظور، لسان العرب، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1408ھ، (1/263)
- (۴) ایضاً، (9/486)
- (۵) الرازی، محمد بن ابی بکر عبد القادر (721ھ)، مختار الصحاح، دار احیاء التراث العربی، 1419ھ، (ص:32)
- (۶) ایضاً، (1/497)
- (۷) الآلوسی: شہاب الدین سید محمود احمد آقندی، روح المعانی، مکتبہ امدادیہ، ملتان، (4/78)
- (۸) البقرة 2: 155
- (۹) ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن عمر (774ھ)، تفسیر القرآن العظیم، امجد اکیڈمی، لاہور، 1403ھ / 1982ء، (1/435)
- (۱۰) آل عمران 3: 13
- (۱۱) السجده 32: 21
- (۱۲) الطبری، ابو جعفر محمد بن جریر (310ھ)، جامع البیان فی تفسیر القرآن، دار المعرفة للطباعة و النشر، بیروت، (21/68 تا 70)
- (۱۳) الحاکم، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ النیشابوری، المستدرک علی الصحیحین، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1411ھ،
- (۱۴) النساء 4: 40
- (۱۵) روح المعانی، (1/254)
- (۱۶) الاعراف 7: 168
- (۱۷) الشوری 42: 30
- (۱۸) الترمذی، أبو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، الجامع، فاروقی کتب خانہ، ملتان، ابواب التفسیر، سورة الشوری، (2/157).

(19) The New Encyclopaedia Britannica (Micropaedia), encyclopaedia iNc. william benton publisher (1943-1973), voll.11/635.

(20) Also, Voll-Vii.222.

(21) ڈاکٹر اسرار احمد، زلزلہ آفات یا عذاب، روزنامہ نوائے وقت، لاہور، 25، نومبر 2005ء

(22) ہود 11: 32

(23) حم السجدہ 41: 15-16

(24) الشمس 19: 14

(25) ہود 11: 94

(26) ہود 11: 82

(27) سبا 34: 15، 17

(28) مسلم، الصحيح، کتاب الفتن، (رقم: 1178)

(29) دحلان، احمد بن زین دحلان، السيرة النبوية دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع، 2001ء، (1/88-89)

(30) البخاری، الجامع الصحيح، کتاب التفسیر، باب و راودته فی بیتیہا، در، صالح، الكتب الستة، (رقم: 390)

(31) مالک بن انس، الموطأ، میر محمد کتب خانہ کراچی، کتاب الجامع، باب ما جاء فی وباء المدینہ، (رقم: 697)

(32) الجزری: ابو الحسن علی ابن اثیر، اسد الغابہ، دار الكتب العلمیہ، بیروت لبنان، ذکر الحوادث بعد الهجرة، (1/131)؛ الدیار البکری: حسین بن محمد بن الحسن، تاریخ الحمیس فی احوال النفیس، موسسه شعبان للنشر والتوزيع، بیروت وقوع الزلزلہ بالمدينه (1/506)

(33) ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، (1/131)

(34) الحموی، معجم البلدان، (2/272)

(35) الجزری، الكامل فی التاريخ، دارصادر، بیروت، ثم دخلت سنة ثمان عشره، (2/558)

(36) العسقلانی، فتح الباری، کتاب الصلوٰۃ، باب قوله واتخذو من مقام ابراهيم مصلی، (1/499)

(37) ابن عبدالبر، المہید لما فی الموطأ من المعانی والاسانید، المكتبة القدوسیہ، لاہور،

(38) الحموی، معجم البلدان، باب المیم والھاء وما یلیھا، (5/234)

(39) بخاری، الصحيح، کتاب الأنبياء، باب: أم حسبت أن أصحاب الكهف والرقیم [الكهف، 9/18]، (3/1281، الرقم/3286).

(40) مسلم، الصحيح، کتاب السلام، باب لا عدوی ولا طیرة ولا ہامة ولا صفر ولا نوء ولا غول ولا یورد ممرض علی مصح، (4/1743، الرقم/2221).

(41) بخاری، الصحيح، کتاب الطَّبِّ، باب الإِثْمَد والكحل من الرمذ فیہ عن أم عطیة، (5/2158، الرقم/5380).

(42) ابو داؤد، السنن، کتاب الطب، باب فی الرجل یتداوی، (حدیث نمبر: 3855)

(43) بخاری، الصحيح، کتاب الطب، باب المجذوم، (رقم: 5707)

(44) عسقلانی، ابن حجر احمد بن علی، فتح الباری، دار المعرفة، بیروت، 1379ھ، (10/160)

(45) حکیم نیاز احمد ڈیال، دنیا پر وبائی امراض کیسے حملہ آور ہوئے کو روکنا پہلا وبائی مرض نہیں ہے۔۔۔ تاریخی جائزہ

(https://mag.dunya.com.pk/demo.php/tib/2063/2020-05-03,19.01.2022,at:11:50am)

(46) النمل 17-18: 27

(47) أخرجه البخاري في الصحيح، کتاب الطب، باب أجر الصابر في الطاعون، (5/2165، الرقم/5402)

(48) أحمد بن حنبل، المسند، (6/251، رقم/26182)

- (49) بخاری، الصحيح، كتاب الطب، باب لا هامة، (رقم: 5771)
- (50) بخاری، الصحيح، كتاب احاديث الانبياء، باب حديث الغار، (رقم: 4373)
- (51) مسلم، الصحيح، كتاب السلام، باب اجتناب المجذوم ونحوه، (4/1752، الرقم/2231).
- (52) نووی، المنهاج شرح مسلم، دار احیاء التراث العربی 1392ھ، (14/228)
- (53) بخاری، الصحيح، كتاب الاذان، (حديث نمبر: 853)
- (54) عینی، بدر الدین ابو محمد محمود بن یوسف بن محمود. عمدة القاری شرح صحيح البخاری. بیروت، لبنان: دار الفكر، 1979ء، (6/146)
- (55) البحر الرائق، ابن نجيم، (2/307)
- (56) مسلم، الصحيح، كتاب الفضائل، (حديث نمبر: 2363)
- (57) كفايت المفتي، دار الاشاعت، كراچی، (3/138)
- (58) ترمذی، الصحيح، ابواب الفتن عن رسول الله ﷺ، باب ماجاء في اشراط، (2/44)
- (59) بندي، كنز العمال، 14: 589، الرقم: 39651
- (60) ابن ماجه، السنن، ابواب الفتن، (رقم: 290)
- (61) أحمد بن حنبل، المسند، (1/78، الرقم/581)؛ وأبو يعلى في المسند، (12/145، الرقم/6774)
- (62) أصفهاني، الطب النبوي، (1/116).
- (63) الديلمي، الفردوس بمأثور الخطاب، (1/262، الرقم/1017)؛ ابن شاهين، ناسخ الحديث ومنسوخه، (1/407)، الرقم/537.
- (64) احمد بن حنبل، المسند، (حديث نمبر: 4668)
- (65) اسلام اور جدید معیشت و تجارت، (ص: 41)



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).